زینوا القراٰن باصواتکم (الحدیث)

الحمد للہ

رسالہ نافعہ موسومہ بہ

ہدایۃ الاصفیاء

فی مسئلہ

سماع الصلحاء

مرتبہ ابو الفضل مولانا مولوی محمد کرم الدین صاحب دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم

حسب الارشاد

حضرت صاحبزادہ ابو المغفور سید محمد غوث شاہ صاحب

سجادہ نشین علاول شریف

مطبوعہ مسلم آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد سید الاولین والاخرین وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الھادیین المھدیین وعلی عباد اللہ الصالحین وملٰئکتہ المقربین

امابعد

پس واضح رائے اولی الابصار ہو کہ آجتک جس قدر تصانیف خاکسار نے کی ہیں۔ غیر فرقہ جات (شیعہ مرزائی وہابی وغیرہ) کی تردید میں لکھی گئی ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حنفی صحابی کے مقابلہ میں مجبوراً قلم اوٹھانا پڑا ہے۔ اور یہ ایک محترم بزرگ صاحب سجادہ کے فرمان کے مطابق ہوا ہے۔ والمامور معذور

مولوی پیر ظہور شاہ حنفی المذہب میرے پرانے دوست ہیں۔ بلکہ سب سے اول آپ کو ضلع جہلم سے روشناس کرنیکا باعث بھی خاکسار ہے۔ جب کہ سالانہ جلسہ انجمن حنفیہ جہلم منعقدہ ۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء پر انکو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ انکے وعظ کا ذکر میرے مؤلفہ رسالہ صداقت مذہب نعمانی صـ میں بھی موجود ہے۔ پیر صاحب کی اس کارگذاری پر میں بہت خوش ہوں کہ اونہوں نے فتنہ رفض کے سدباب کرنے میں خاص جدوجہد کی اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ چنانچہ ایسے دیہات میں جہاں جہال لوگ روافض کے بہکانے سے پاک نفوس اصحاب کبار رسول پاک پر تبرا بازی کرتے تھے۔ وہاں اب کلمہ طیبہ کا ورد اور حق چار یار کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں آجکل سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ فتنہ رفض کے بہتے سیلاب کو روکا جائے۔ جو اسلام کی بیخ کنی کے لئے مخالفین اسلام (آریہ عیسائیوں سے) زیادہ کام کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ہر وقت یہی کام ہے کہ اصحاب و ازواج رسول کی سب و شتم کا ورد کریں اور لعنت و تبرا کا طوق تو انکے گلے میں ایسا پڑا ہے کہ قیامت تک بھی گلوگیر رہیگا۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ سے انکو مطلق واسطہ نہیں۔ بجائے کلمہ طیبہ اور صلوٰۃ و سلام کے یہ لوگ لعنت و تبرا کو اپنا وظیفہ

دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور بزرگان دین کو سب وشتم اور گالی گلوچ کرنا ہی عبادت سمجھتے ہیں۔ علمائے کرام ہیں کہ انکو اس فتنہ کے انسداد کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ امراء تو علماء کو بھی روکتے ہیں کہ تم لوگ اس بحث میں پڑکر افتراق بین المسلمین کا باعث ہو رہے ہیں۔ اگر مشائخ کرام ہی اس فتنہ کے انسداد کی طرف متوجہ ہوں۔ تو انکی ادنے توجہ سے اس کا قلع وقمع ہو سکتا ہے۔ لیکن انمیں سے اکثر بزرگ ہردلعزیز بن کر پیری و مریدی کی توسیع کے خیال سے روافض سے بھی اختلاط پسند کرتے ہیں۔ جسکا اثر جہال پر بُرا پڑتا ہے۔ اور ان دشمنان دین کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہاں اس مقدس جماعت (مشائخ کرام) سے بھی ایسے چند بزرگ موجود ہیں۔ جنکو اس امر کا احساس ہے اور وہ بذریعہ پند و نصیحت وعظ و تبلیغ ان فرقہ جات ضالہ (روافض، مرزائی، وہابی) وغیرہ کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس صوفی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب کا اس بارہ میں نمبر اول ہے۔ وہ اپنے ہر وعظ میں ان لوگونکی خبر لیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی حضرت خواجہ ضیاء الملۃ والدین سیالوی مرحوم نور اللہ مرقدہ کو بھی اس طرف پوری توجہ تھی۔ چنانچہ آپ غیر مذاہب آریہ عیسائی کی تردید کے علاوہ روافض وغیرہ کی تردید کا بھی پورا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ میری کتاب آفتاب ہدایت رد شیعہ کے بہت سے نسخے آپ نے طلب فرمائے تھے کہ اسکی اشاعت فرمائینگے۔ اور ایک کتاب شیعہ کی تردید کے لئے میرے سپرد فرمائی تھی۔ اور وعدہ کیا تھا کہ جب اس کتاب کی تردید مکمل ہو جائیگی تو آپ اسکو اپنے مصارف سے طبع کرا کر اسکی اشاعت کرینگے۔ مگر افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی۔ اوسکے بعد تھوڑے عرصہ کو آپ راہگرائے عالم جاودانی ہو گئے اور کام رہگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شکر ہے کہ حضور مغفور کے جانشین حضرت اقدس مولانا خواجہ محمد قمر الدین صاحب عم فیوضہ کو بھی اس فتنہ کے استیصال کی طرف پوری توجہ ہے۔ چنانچہ آپنے حکم عام دے رکھا ہے کہ کوئی رافضی بیدین اس مقدس بارگاہ (دربار سیال شریف) کے پاس تک بھٹکنے نہ پائے۔ اور آپ کے فرمان خاص سے تکفیر روافض کا ایک فتویٰ بھی مرتب کیا گیا ہے۔ جس پر بہت سے ثقہ علماء و فضلاء کی مواہیر و دستخط ثبت ہیں۔ ایزد تعالیٰ آپ کی عمر و اقبال میں وسعت بخشے۔ اور بحکم الولد سر لابیہ آپکا وجود مسعود اپنے والد ماجد اور اجداد امجاد کی طرح اسلام و مسلمین کیلئے ابر رحمت ثابت ہو۔ امین ثم امین

اب ہم اپنی اصلی بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اندنوں حضرت صاحبزادہ سید شاہ محمد غوث صاحب سجادہ نشین علاول شریف نے جو ایک باکمال اور صاحب کرامت بزرگ ہیں بذریعہ فرمان خاص مجھے ایک مختصر رسالہ موسومہ ظہور ہدایت بغرض تردید بھیجا۔ جو پیر ظہور شاہ صاحب کی تصنیف ہے۔ اسمیں چند تقیہ

نظمیں اور تعریف کلمۂ طیبہ کے پنجابی اشعار درج ہیں جو قابل تحسین ہیں۔ اسکے اخیر میں صرف تین ورق کا
ایک مضمون ہے۔ جسمیں مناظرہ ڈھیریاں ضلع جالندھر کی روئداد لکھتے ہوئے آپنے مسئلہ سماع غنا پر بھی
روشنی ڈالی ہے۔ اور اسکی حرمت ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ اور اسکے ضمن میں ان مشائخ عظام پر
بھی حملہ کیا گیا ہے جو خاص حالات میں اور خاص الخاص مجالس میں سماع غنا کو جائز رکھتے ہیں۔ چنانچہ
آپ لکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث و فقہ و تصوف سے ثابت ہو گیا کہ راگ مع المزامیر کو جو شخص حلال جانے
وہ بدعتی گمراہ ہے۔ اور گمراہ کرنیوالا ملحد ہے۔ اوسکی بات بھی نہ سننی چاہیئے۔ اس سے بیعت کرنا۔ اوسکے
پیچھے نماز پڑھنا۔ اس سے میل جول رکھنا۔ محبت کرنا اور اسکو مقتدائے عالم سمجھنا حرام ہے۔ جب تک تائب
نہ ہو اس سے تعلق نہ رکھنا چاہیئے +

پیر صاحب جوش میں آکر حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کیا کہ انکے اس حملہ کی زد کہاں
سے کہاں تک جا پڑتی ہے۔ کسی اختلافی مسئلہ میں اپنا عندیہ ظاہر کر دینا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا۔ لیکن
اسقدر غلو کہ جو اوسکے مخالف رائے رکھتے ہوں۔ انکی نسبت ملحد و گمراہ وغیرہ سنگین کلمات استعمال
کرنا بہت ہی برا رویہ ہے۔ پیر صاحب کو اگر علم سے کچھ مس ہوتی اور کتب حدیث و فقہ و تصوف پر کچھ
عبور رکھتے تو ایسے اختلافی مسئلہ میں اس حد تک تجاوز نہ کرتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ سہ نہ در ہر
سخن بحث کردن روا ست + خطا بر بزرگان گرفتن خطا ست۔ خاص حالات میں خاص افراد کے
لئے جواز سماع غنا کے قائل بڑے بڑے علما۔ صوفیائے کرام ہو گذرے ہیں۔ اور اب بھی ہیں کتب
حدیث و فقہ و تصوف سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین
اجمیری رح اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح سماع غنا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قبلۂ عالم خواجہ شمس سیالوی رح
اور آپ کے خلفا حضرت خواجہ سید غلام حیدر شاہ صاحب جلالپوری حضرت اقدس پیر صاحب گولڑوی
بھی مجلس خاص میں سنا کرتے۔ پھر کسقدر جسارت ہے کہ پیر ظہور صاحب بلا استثنا غنا سننے والے
کے خلاف ایسا فتویٰ جڑ دیں +

غرض مسئلہ اختلافی ہے۔ اور اس بارہ میں کئی رسائل تصنیف ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایک رسالہ
خیر النواھی فی حرمۃ الملاھی۔ مولوی محمد معین القضاۃ حیدرآبادی نے در بارہ حرمت غنا تصنیف
کر کے دلائل حرمت غنا کی بھرمار کر دی۔ پھر اسکے جواب میں مولانا احمد الدین گانگوی سیالوی نے رسالہ
ضیاء شمس الانوار فی تحقیق سماع الابرار والفجار۔ تصنیف کر کے رسالہ مذکورہ کے دلائل کے پرخچے اوڑا دئے
یہ رسالہ اسوقت میرے سامنے ہے اور اسکے ہوتے ہوئے اب اس بارہ میں کسی جدید رسالہ کی تالیف

کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن امتثالاً للامر پیر ظہور کی ظہور ہدایت کی تنقید و تردید میں مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ اسمیں رسالہ ضیاء الشمس الانوار سے بھی کسی قدر استفادہ کیا گیا ہے۔

پیر صاحب کا استدلال

پیر صاحب نے استدلال میں اوّلاً تین آیات قرآن پیش کی ہیں۔ پہلی آیت وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ۔ پارہ پندرہ۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ دوسری آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ۔ پارہ ۱۹۔ سورۂ فرقان تیسری آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ پارہ ۲۱ سورۂ لقمان۔

آپ کہتے ہیں کہ آیت اولیٰ میں صوت شیطان سے مراد غنا و مزامیر ہیں۔ دوسری آیت میں زُور سے مراد مجلس غنا۔ اور تیسری آیت میں لہو الحدیث غنا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ نفس آیات ثلثہ میں غنا یا مجلس غنا یا مزامیر کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی قرآن کریم کی کسی آیت سے حرمت غنا کا کوئی ثبوت ملتا ہے پہلی دو آیتوں میں مزامیر یا غنا کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ہے۔ نہ کسی ترجمہ کرنیوالے نے ترجمہ میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ پہلی آیت میں حقتعالیٰ شیطان لعین کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ تو اپنی ساری طاقت بہکی باتوں سے انکو بہکانے پر خرچ کردے۔ اپنی ساری فوج سوار و پیادہ بھی امداد کیلئے لے آ۔ انکے اموال و اولاد میں بھی شرکت کرلے۔ ان سے جھوٹے وعدے بھی کرلے۔ جو سراسر مکر و فریب ہوتے ہیں۔ میرے پاک بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکتا۔

اس آیت میں صوت الشیطان سے مراد غنا و مزامیر لینا اس روشنی کے زمانہ میں جگ ہنسائی کرانا ہے۔ کیا شیطان طبلہ و سارنگی لئے ہر ایک بندے کے پیچھے دوڑا پھرتا ہے۔ کہ میرا راگ سنکر مست ہوکر میرے تابع حکم ہو جاؤ۔ اگر جیسا کہ پیر ظہور فرماتے ہیں صوت شیطان سے مراد سماع ہی ہے تو پھر تو شیطان کہہ سکتا ہے کہ میرا داؤ بڑے بڑے عباد صلحین (مشائخ کرام) پر چل گیا۔ جو سماع کو اپنا معمول سمجھتے ہیں۔ پھر قول رحمان اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ پیر جی عقل بڑی یا بھینس۔ کیا ایسی بے تکی ہانکنا اپنی علمی پردہ دری کرانا نہیں ہے۔ ہوقت قرآن کریم کے تین ترجمے میرے پاس موجود ہیں سنئے مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی نے آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ انمیں سے جسے اپنی (چکنی چپڑی) باتوں سے (بہکاتے) بن پڑے۔ بہکا مو لینا۔ فتح محمد تائب نے اسکا ترجمہ یہ کیا ہے "ہلادے جسے ہلا سکے انمیں سے اپنی آواز سے"۔ مولنا شاہ رفیع الدین کا ترجمہ ہے۔ اور بہکا جسکو بہکا سکے انمیں سے ساتھ اپنی آواز کے"۔ تعجب ہے کہ کسی ترجمہ کرنیوالے کو پیر ظہور والی بات نہ سوجھی کہ خطوط وحدانی میں ہی (غنا و مزامیر سے) لکھدیتے۔

لو اب میں ایک مستند تفسیر بیضاوی کی عبارت ہی لکھدوں وَاسْتَفْزِزْ وَاسْتَخِفَّ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ اَنْ تَسْتَفِزَّهُ بِصَوْتِكَ بِدُعَآئِكَ اِلَى الْفَسَادِ ۔ کیا قاضی بیضاوی کو پیر ظہور جتنا فہم وادراک نہ تھا کہ وہ بصوتک کی تفسیر میں بالغناء والمزامیر لکھدیتے۔ ایسا ہی آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ کو بھی اس مسئلہ سے مطلق لگاؤ نہیں ہے مترجمین اور مفسرین نے لا یشھدون الزور سے مراد وہی لوگ رکھے ہیں جو جھوٹی گواہی نہ دیں۔ (دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی)

تفسیر بیضاوی ص۱۰۳ میں ہے والذین لا یشھدون الزور۔ لا یقیمون الشھادۃ الباطلۃ اولا یحضرون محاضر الکذب فان مشاھدۃ الباطل شرکۃ فیہ ۔ قاضی بیضاوی کو یہاں بھی شہادۃ الزور کی تفسیر غناء ومزامیر نہ سوجھی۔ بھلا شہادۃ الزور اور غناء مزامیر میں کیا نسبت۔ کیا یہ تفسیر بالرائ نہیں۔ تیسری آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۔ پارہ ۲۱ سورہ لقمان پیر صاحب کہتے ہیں کہ لہو الحدیث سے مراد بھی غناء و مزامیر ہیں سو اس آیت میں بھی غناء و مزامیر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے لھو الحدیث ما یلھی عما یعنی کاحادیث التی لا اصل لھا والاساطیر التی لا اعتبار فیھا والمضاحیک وفضول الکلام والاضافۃ بمعنی من وھی تبیینیۃ ان اراد بالحدیث المنکر وتبعیضیۃ ان اراد بہ الاعم منہ وقیل نزلت فی النضر ابن الحارث اشتری کتب الاعاجم وکان یحدث بھا قریشا ویقول ان کان محمد یحدثکم بحدیث عاد وثمود فانا احدثکم بحدیث رستم واسفندیار والاکاسرۃ وقیل کان یشتری القیان ویحملھن علی معاشرۃ من اراد الاسلام ومنعہ عنہ (ترجمہ) لہو الحدیث سے مراد لایعنی باتیں ہیں ایسی باتیں جنکی کوئی اصل نہیں اور ایسی کہانیاں جنکا کوئی اعتبار نہیں اور ہنسی مخول کی باتیں اور لغو الکلام۔ بعض نے کہا ہے کہ آیت نضر ابن حارث کے بارہ میں نازل ہوئی جو عجمیوں کی کتابیں خرید کر قریش کو قصے سناتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتا ہے تو میں تمہیں رستم واسفندیار وغیرہ سلاطین کی حکائتیں سناتا ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ گانیوالی لونڈیاں خرید کر انکو کہتا کہ اسلام لانیکا جو ارادہ کریں انسے صحبت کر کے اسلام سے روکیں (ایسا ہی دیگر تفاسیر خازن وغیرہ نے بھی لکھا ہے) ایسی آیت جسکے کئی احتمال بیان ہوئے ہیں معرض استدلال میں پیش نہیں ہو سکتی۔ بعض نے لہو الحدیث سے مطلق لغو اور فضول لایعنی باتیں مراد لی ہیں۔ بعض نے نضر بن حارث کے قصے کہانیاں مراد رکھی ہیں اور کسی نے لونڈیاں گانیوالیاں جو نضر بن حارث نے خرید کی تھیں قرار دی ہیں۔ پھر اس سے صرف غناء و مزامیر مراد رکھنا پیر ظہور کی

نافہمی ہے۔ ہاں ہمیں کلام نہیں کہ نضر بن حارث کی خرید کردہ گانیوالی لونڈیوں کی طرح رنڈیوں کا گانا سننا بالاتفاق حرام ہے۔ کلام تو اسمیں ہے کہ مجلس صلحار میں جیسا کہ اعراس پر ہوتا ہے۔ پہلے تلاوت قرآن کریم ہوتی ہے۔ پھر نعتیہ اشعار اور اولیاء کرام کے اوصاف اور عشق الٰہی کے بھڑکانیوالی غزلیں پڑہی جاتی ہیں۔ اسمیں کیا قباحت ہے۔ یہ اس آیت کا مصداق کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسمیں اضلال عن سبیل اللہ یا استہزار وغیرہ کا کہاں وجود ہے۔ فقہار کی اس تصریح سے ہم بھی متفق ہیں کہ مجلس فساق میں فحش گیت۔ عورتوں کے قدوخال کی تعریف یا عشقیہ اور زندقیہ غزلیات بالخصوص رنڈیوں یا امردوں کے منہ سے سننا بالکل حرام ہے۔ جہاں کہیں فقہ وحدیث کی کتابوں میں حرمت غنار کا ذکر آتا ہے اس سے مراد اس قسم کا غنار ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عورتوں کا گانا بجائے خود نامحرموں کی مجلس میں اونکو آکر بیٹھنا یا اون سے مردونکا اختلاط بھی سخت ممنوع ہے۔ لیکن اس سے جناب پیر ظہور ملنگ بھی نہیں ہوتے بلکہ حسین عورتیں خلوت اور جلوت میں پیر صاحب کی مجلس کی زینت رہتی ہیں۔ اور تنہائی میں انکو تلقین کی جاتی ہے۔ پیر صاحب اگر پیر فرتوت ہوتے یا بوڑھی عورتیں آپکے پاس آکر مستفیض ہوتیں تو اور بات تھی۔ ماشاء اللہ آپ بھی حسین جوان۔ اور عورتیں بھی بالعموم حسن کی دیویاں ہوتی ہیں۔ پھر اگر لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ۔ اور يَتَّخِذَهَا هُزُوًا۔ کا یہاں مضمون صادق آجائے تو جائے تعجب نہیں ہے۔ میں پیر صاحب کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان غارتگران دین حسین عورتوں کی مخالطت سے مطلق پرہیز کریں۔ پھر اگر کوئی شخص آپ کے وعظ و بیان اور تبلیغ و تذکیر پر معترض ہو۔ تو اوسکی جواب دہی میرے ذمہ ہوگی وماعلینا الا البلاغ

احادیث سے استدلال

آیات کا جواب تو ہو چکا۔ پیر جی نے استدلال میں چند احادیث بھی پیش کی ہیں۔ انکا جواب بھی سن لیجئے۔

پہلی حدیث عن ابی عامر وابی مالک الاشعری واللہ ماکذبنی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن من امتی اقوام یستحلون الخز والحریر والخمر والمعازف الخ (بخاری) یعنی حضور نے فرمایا کہ میری امت سے ایسی قوم ہونگی جو ریشم۔ شراب اور معازف کو حلال سمجھیں گی۔ حالانکہ وہ حرام ہیں وجہ استدلال یہ بیان کی جاتی ہے کہ المعازف کا الف لام استغراقیہ ہے جس سے جمیع اقسام معازف کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ پیر جی چونکہ علم نحو سے نابلد ہیں اونہوں نے استدلال میں یہ نہیں کہا۔ لیکن رسالہ خیر الملاہی میں اسکا ذکر ہے۔ سو اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ الخز۔ الخمر۔ المعازف کا لام استغراقی قرار دینگے تو معنی صحیح نہو گا۔ کیونکہ ریشم کا استعمال بالعموم حرام نہیں ہے۔ بلکہ عورتونکے لئے مباح۔ مردونکے لئے جہاد میں اسکا استعمال جائز ہے۔ نیز اگر کسی کپڑے کا علم ریشم کا ہو تو بقدر اربع اصابع جائز ہے۔ ایسا

ہی اگر تانار ریشم اور بانا سوت کا ہو تو بھی مباح ہے۔ ایسا ہی صاحب قمار کیلئے بھی مباح ہے۔ ایسا ہی المعازف کا لام بھی استغراق کا فائدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ معازف میں دف بھی داخل ہے اور وہ اعلان نکاح کیلئے بالاتفاق مباح ہے۔ ایسا ہی غازیوں کے ابھارنے کیلئے ڈھول۔ باجا بجایا جا سکتا ہے تولامحالہ ماننا پڑیگا کہ المعازف سے مراد خاص معازف ہیں۔ جنکا استعمال مجلس فساق میں ہو اور فحش گیت اور عشقیہ مذاقیہ غزلیں گائی جائیں۔ یا عورتوں کی زبانی گیت سنے جائیں۔ سو ایسے معازف ہمارے نزدیک بھی حرام ہیں۔ البتہ جو قوالی اور نعت خوانی مجلس اولیاء و اصفیاء میں ہوتی ہے۔ جسمیں خدا ورسول کی تعریف اور اولیاء و صلحاء کے محاسن اور عشق آلٰہی کے جذبات بڑھانے کیلئے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ یہ ہرگز ممنوع نہیں ہے کما سیاتی ذکرہ۔ علاوہ ازیں نقاد فن حدیث نے اس حدیث پر جرح کرکے اوسکو منقطع قرار دیا ہے۔ جو قابل حجت نہیں ہوتی۔ والجرح مقدم علی التعدیل۔ دوسری حدیث ترمذی میں ہے تکون فی امتی خسف ومسخ اذا ظہرت القینات والمعازف (ترجمہ) میری امت میں بعض لوگ زمین میں دھنس جائینگے اور بعض کی شکلیں مسخ ہو جائینگی۔ یہ اوسوقت ہوگا جبکہ گانیوالی عورتیں آلات لہو (باجا وغیرہ) سے گانا کرینگی۔ سو اس حدیث میں اوس غناء کی حرمت بیان کیگئی ہے۔ جو مغنیہ عورتوں سے سنا جائے۔ اوسکے جواز کا کوئی قائل نہیں۔

تیسری حدیث سنن ابو داود میں ہے عن نافع قال سمع ابن عمرؓ مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ونای عن الطریق وقال یا نافع ھل تسمع شیئا فقلت لا فوضع اصبعیہ عن اذنیہ وقال کنت مع النبی صلعم نسمع مثلھا فصنع مثل ھذا (ترجمہ) نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے بنسری کی آواز سنی اور اپنے دونوں کانوں میں انگلی کرلی۔ اور راستہ چھوڑ دیا اور کہا اے نافع کیا اب بھی آواز سنائی دیتی ہے۔ میں نے کہا نہیں پھر آپ نے انگلیاں نکال لیں اور فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا آپ نے اسی طرح آواز سنی اور ایسا ہی کیا۔

پیر ظہور نے مزمار کا معنی بنسری کیا ہے۔ حالانکہ مزمار ساز کو کہتے ہیں کوئی ہو۔ اس سے بھی جمیع مزامیر کی نہی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ مزامیر میں دف بھی داخل ہے۔ اور آنحضور صلعم نے دف کی آواز سنی کانوں میں انگلیاں نہیں کیں بلکہ اوسکے بجانیکی اجازت بھی دی۔ سو یہ مزمار کوئی جاہلیت کا مزمار ہوگا۔ جس پر گانیوالا جاہلیت کے فحش گیت گارہا ہوگا۔ اسلئے آپنے اسکے سننے سے کراہت فرمائی۔ سو ایسے مزامیر اور ایسی غناء کی حرمت کے ہم بھی قائل ہیں۔

علاوہ ازیں جیسا کہ کیمیائے سعادت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کانوں میں انگلیاں کرلینا۔ اس

وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ حضور والا پر اوسوقت کوئی عظیم الشان حالت (استغراق) طاری ہو اور مزار کا شور اوسکا مخل ہو ورنہ حضور علیہ السلام کا ابن عمرؓ کو اسکی آواز سنتے رہنے کی اجازت دینا صاف دلیل ہے کہ اسکا سننا ممنوع نہ تھا۔ ورنہ ایک صحابی کو ممنوع مزار کی آواز سننے کی اجازت دینا شانِ رسالت کے منافی ہے۔ اس واقعہ کو حضرت امام شافعی ہوئے مزامیر کی آواز سننے کی حلت کی دلیل قرار دیا ہے۔ (دیکھو کیمیائے سعادت)

چوتھی حدیث سنن ابن ماجہ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یعزف علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض و یجعل منھم القردۃ والخنازیر (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ ضرور ہے میری امت میں سے لوگ شراب پئیں گے اور اسکا نام کچھ اور رکھ دینگے۔ اور انکے روبرو آلات لہو (باجا طبلہ، سارنگی وغیرہ) بجائے جائینگے اور گانیوالی عورتیں انکے سامنے گائیں گی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ زیر زمین غرق کریگا۔ اور انمیں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنائیگا۔

اس حدیث میں بھی اوس گانے بجانیکا ذکر ہے جو عورتوں کے گانے میں ہوتا ہے یہی مضمون حدیث نمبر ۲ کا ہے۔ سو ایسے گانے بجانیکی حرمت میں کوئی کلام نہیں ہے۔

اب احادیث کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا اب فتاوی کی باری آتی ہے۔ پیر ظہور نے استدلال میں عبارت درمختار اور شامی کی نقل کی ہے ودلت المسئلۃ ان الملاھی کلھا حرام ویدخل علیھم بلا اذنھم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات قلت وفی البزازیۃ استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادخل صبعیہ فی اذنیہ (درمختار) میں کہتا ہوں کہ پیر ظہور ایسی عبارات کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کیا ان الملاھی کلھا حرام سے آپ یہ سمجھے ہیں کہ تمام کھیلیں حرام ہیں۔ آپنے یہ عبارت درمختار سے نقل نہیں کی نہ آپ نے درمختار یا شامی خواب میں بھی دیکھی ہوگی۔ ورنہ اس عبارت کے اخیر میں لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادخل صبعیہ فی اذنیہ تحریر کرکے اپنی لاعلمی کا پردہ فاش نہ کرتے اصل عبارت میں بجائے ادخل اصبعیہ الی آخرہ کے استماع الملاھی معصیۃ درج ہے نیز اسی موقع پر علامہ شامی نے تصریح کردی ہے کہ تین کھیلیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ قال علیہ السلام لھو المؤمن باطل الا فی ثلث تادیبہ فرسہ وفی روایۃ ملاعبتہ بفرسہ ورمیہ بقوسہ وملاعبتہ مع اھلہ (ترجمہ) حضور صلعم نے فرمایا تمام کھیلیں باطل ہیں سوائے تین کھیلوں کے۔ (۱) شاہسواری کا کھیل (۲) تیر اندازی کا کھیل (۳) اپنی عورت سے دل لگی۔ ایسا ہی اسی موقعہ پر علامہ شامی

نے بعض غنا بھی مستثنیٰ کر دیئے ہیں۔ حیث قال۔ وقیل ان تغنی لیستفید نظم القوافی ویصیر فصیح اللسان لا باس بہ وقیل ان تغنی وحدہ لنفسہ لدفع الوحشۃ لا باس بہ (ترجمہ) کہا گیا ہے کہ اگر اس غرض سے گانا کرے کہ قوافی درست طور پر ادا ہوں اور اسکی فصاحت لسانی ثابت ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر تنہائی میں دفع وحشت کیلئے گانا کرے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں پیر ظہور نے اگر اصلی کتاب شامی دیکھی ہوتی تو انکو معلوم ہو سکتا کہ کونسا سماع ناجائز اور کونسا جائز ہے۔ چنانچہ شامی ص۲۲۳ جلد ۵ میں تصریح ہے قال فی التتارخانیہ قراءۃ الاشعار ان لم یکن فیھا ذکر الفسق والغلام ونحوہ لا تکرہ وفی الظھیریۃ قیل معنی الکراھۃ فی الشعر ان یشتغل الانسان عن الذکر والقراءۃ والا فلا باس بہ اھ وقال فی تبیین المحارم واعلم ان ماکان حراما من الشعر ما فیہ فحش اوھجو مسلم اوکذب علی اللہ تعالیٰ ورسولہ صلعم او علی الصحابۃ او تزکیۃ النفس او الکذب او التفاخر المذموم او القدح فی الانسان وکذا ما فیہ وصف امرد او امرأۃ بعینھما اذا کانا حیین فانہ لا یجوز وصف امرأۃ معینۃ حیۃ ولا وصف امرد حسن الوجہ بین یدی الرجال (ترجمہ) تتارخانیہ میں ہے کہ اشعار کا پڑھنا اگر انمیں فحش نہو۔ یا کسی لڑکے کے حسن کی تعریف نہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اور فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ کراہت فی الشعر کا یہ مطلب ہے۔ کہ یہ شعر خوانی اوسکو ذکر اور تلاوت قرآن سے روک دے۔ ایسا نہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور تبیین المحارم میں ہے کہ حرام شعر وہ ہے جسمیں فحش ہو یا کسی مسلمان کی ہجو ہو۔ یا خدا تعالیٰ پر افترا ہو۔ یا رسول خدا یا صحابہ کرام پر۔ یا جھوٹ ہو یا مذموم تفاخر ہو۔ یا کسی انسان کی عیب گیری ہو یا کسی امرد معین زندہ کی یا عورت معینہ زندہ کی مردوں کے سامنے وصف وثنا کی جائے۔

تو پیر جی سماع حرام اس قسم کے اشعار کا سننا سنانا ہے۔ جسکو آپنے مطلق سماع سمجھ رکھا ہے ایسے سماع کو ہم بھی حرام کہتے ہیں۔ لیکن سماع جو مجالس صوفیہ کرام میں ہوتا ہے اس قسم کا نہیں ہوتا بلکہ اسمیں خدا ور سول کی تعریف۔ اولیاء کرام کی مدح وثناء عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اوسکو کون حرام کہتا ہے۔

پیر ظہور نے اس موقعہ پر شامی کی یہ عبارت بھی لکھی ہے قال الشارح زاد فی الجوھرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ۔ الخ سواس عبارت سے صوفیہ کے سماع کی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ متصوفہ کی جو نقلی فقیر ملنگ دھڑنگ داڑوں اور تکیوں میں بیٹھ کر

تبرابازی یا بکواس کیا کرتے ہیں سو ایسے سماع کو ہم بھی سخت حرام اور برا کہتے ہیں۔ البتہ اصلی صوفیہ کرام کے سماع کو برا کہنا لاعلمی کی دلیل ہے۔ دیکھو اسکے متعلق فاضل شامی یوں تحریر فرماتے ہیں۔

الا تری ان ضرب تلک الالۃ بعینھا حل تارۃ و حرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدھا و فیہ دلیل لسا داتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعھا امورا ھم اعلم بھا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتھم فانھم السادات الاصفیاء امدنا اللہ تعالیٰ بامداداتھم واعاد علینا من صالح دعواتھم (ترجمہ) تم دیکھتے نہیں کہ نوبت ونقارہ کا بجانا کبھی حلال ہوتا ہے کبھی حرام۔ بسبب اختلاف نیت اور مقاصد کے اور اس میں دلیل ہے ہمارے صوفیہ عظام کی جنکا مقصود امور اہم ہوتے ہیں۔ پھر معترض کو انکار کی جرات نہ کرنا چاہیے۔ تاکہ ان پاک نفوس کی برکت سے حرمان نہ ہو۔ کیونکہ وہ ہمارے بزرگان دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی امدادات اور صالح دعوات سے ہماری امداد فرمائے۔

دیکھا پیر صاحب علامہ شامی نے کس وضاحت سے صوفیائے عظام اور مشائخ کرام پر نکتہ چینی اور اعتراض کرنے سے روکا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ ایسے معترض انکی برکات اور دعوات سے محروم رہتے ہیں ؎ از خدا خواہیم توفیق ادب + بے ادب محروم ماند از لطف رب +

اگر پیر ظہور میں کچھ انصاف کا مادہ ہے۔ تو اس تحقیق سے انکی تسلی ہو گئی ہوگی۔ اور آیندہ ان پاک نفوس (مشائخ کرام) کے افعال و اقوال پر ایسی لایعنی اور بیجا نکتہ چینی سے باز آکر اپنی عاقبت درست کرینگے۔ کیا آپ نے خواجہ حافظ کا یہ شعر نہیں سنا ہے ؎

بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغان گوید + کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا۔

سنا گیا ہے کہ پیر ظہور اپنی مجالس وعظ میں غنیۃ الطالبین کی ایک عبارت کا حوالہ دیکر اپنے مریدوں پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر بھی کس صراحت سے حرمت غناء و مزامیر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ عبارت یوں ہے فان حضر منکر کالطبل والمزمار والعود والشاہین والرباب والمعازف والطنابیر والشین والشابۃ والجعران الذی یلعب بھا الترک لا یجلس ھناک لان جمیع ذلک محرم۔ (یعنی جہاں کوئی بری چیز ڈھول۔ مزمار۔ عود۔ شاہین۔ رباب و دیگر آلات سرود و طنبور وغیرہ ہوں جو ترک لوگ بوقت لعب استعمال کرتے ہیں۔ ایسی مجلس میں بیٹھنا بھی نہ چاہیے کیونکہ یہ جملہ مزامیر حرام ہیں۔

ــــــ

ؔلہ کما ھو ظاھر بقید زماننا والا فلا فائدۃ بتقیید ذلک ان لفظ المتصوفۃ یدل علیھا مطابقۃ ۱۲

سو واضح ہو کہ کتب فقہ اور اقوال و افعال صحابہ و تابعین وغیرہم سے ثابت ہے کہ خاص حالات میں خاص اغراض سے مجالس صلحاء میں بعض مزامیر استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔ دف کا بجانا حضور علیہ السلام کے روبرو نذر ماننے والی عورت سے جس نے نذر مانی تھی۔ کہ میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے سر پر دف بجاؤنگی اور حضور نے اجازت فرمائی تھی حدیث سے ثابت ہے۔ ایسا ہی اعلنوا بالدف والی حدیث سے بھی اعلان نکاح کیلئے دف بجانا جائز ہے۔ فقہاء نے تصریح کردی ہے کہ طبل غزاۃ طبل قافلہ طبل العرس سب جائز ہیں (کما یاتی) ایسا ہی دیگر بعض مزامیر کا سننا بھی بعض صحابہ کبار اور علماء نامدار سے ثابت ہے۔ پھر اس عبارت سے سوائے اسکے کیا مراد ہو سکتی ہے کہ یہ سب چیزیں جب کہ بطور لہو ولعب ہوں (جیسا کہ الذی یلعب بہا التراث میں صریح اشارہ ہے) یا مجلس فساق میں فحش گیتوں کے وقت استعمال کئے جائیں حرام ہیں۔ اسکے ہم بھی قائل ہیں اور فقہاء نے بھی اسکی ممانعت بیان کی ہے۔ پھر پیر ظہور کی یہ دلیل بھی باقی دلیلوں کی طرح ہباءً منثورا ہو جاتی ہے۔

اب پیر جی کے دلائل کا حشر ہو چکا ہے اور انکے سارے دلائل کی کافی تردید ہو چکی ہے۔ انکے پاس اسکے سوا اور کوئی دلیل باقی نہیں ہے۔ البتہ رسالہ خیر النواہی میں اس مسئلہ پر کافی بحث کیگئی ہے اور دلائل مذکورہ کے علاوہ اور دلائل بھی انمیں بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ انکی تردید رسالہ ضیاء شمس الانوار میں کافی سے زیادہ موجود ہے۔ اسلئے یہاں انکے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے من شاء فلیرجع الیہ۔

جواز سماع کے دلائل

اب ہم پیر ظہور صاحب کو دلائل جواز غناء سنائیں۔ تاکہ انکو تصویر کا دوسرا رخ بھی نظر آجائے۔ واضح ہو کہ اسی مسئلہ پر جناب شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اور امام محمد غزالی رحمہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں کافی روشنی ڈالی ہے۔ محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ناقہ پر سوار ہو کر قرآن کریم کی تلاوت ترجیع کے ساتھ فرمائی۔ ترجیع کا معنی ہے قرآن کریم کو خوش الحانی سے راگ میں پڑھنا۔ نیز احادیث ذیل سے تغنی بالقرآن کی ترغیب ثابت ہوتی ہے۔ زینوا القران باصواتکم۔ یعنی قرآن کی زینت اپنی خوش الحانی سے بڑھاؤ۔ یہی غناء ہے (۲) حدیث میں ہے لیس منا من لم یتغن بالقران۔ یعنی جو قرآن کو حسن صوت راگ کے بغیر پڑھے وہ ہمسے نہیں ہے۔ اس حدیث کو علامہ شامی نے رد المحتار میں بھی ذکر کیا ہے (۳) لکل شئ حلیۃ وحلیۃ القران حسن الصوت۔ ہر ایک چیز

کے لئے زیور ہے اور قرآن کا زیور خوش الحانی ہے (۴) ایک رات ابو موسیٰ اشعری قرآن کریم کی تلاوت خوش الحانی سے کر رہے تھے۔ حضور علیہ السلام خوش ہو کر سنتے رہے۔ اور انکے حق میں فرمایا اُعْطِیَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗد۔ یعنی ابو موسیٰ کو مزامیر آل داؤد سے حصہ ملا ہے۔

احادیث بالا سے سماع کا جواز ثابت ہے۔ اوسکو جواز غنا کی پہلی دلیل سمجھنا چاہیئے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے ربیع بنت معوذ سے روایت کیا ہے کہ جب میری شادی ہوگئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ اسی اثنا میں دو لڑکیاں آکر دف بجانے لگیں اور شہداء بدر کے محاسن گانے شروع کئے۔ امنیں ایک مصرع یہ بھی آگیا۔ وفینا نبیؐ یعلم مافی الغد۔ آپ نے فرمایا کہ اس لفظ کو چھوڑ دو اور پہلا مضمون گاتی رہو

تیسری دلیل امام بخاری رہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک لڑکی کی شادی ایک انصاری سے ہوئی آپ نے فرمایا کہ انکے ساتھ لہو یعنی گانا بجانا کیوں نہیں کیونکہ انصار لوگ لہو پسند کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے موقعہ پر ایسا کرنا جائز ہے

چوتھی دلیل امام مسلم رہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کیا ہے کہ ایک روز صدیق اکبر تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں گاتی اور دف بجاتی تھیں۔ اور حضور علیہ السلام نے مُنہ مبارک پر چادر ڈال رکھی تھی۔ صدیق اکبر رض نے انکو منع کیا تو حضور نے فرمایا انکو چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں۔ ثابت ہوا کہ عید کی تقریب میں بھی دف بجا کر گانا منع نہیں ہے۔

پانچویں دلیل امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن خاطب سے روایت کیا ہے کہ فصل مابین حلال وحرام کے (نکاح میں) آواز گانا اور دف بجانا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نکاح میں گانا اور بجانا شہرت کی غرض سے ہو وہ مکمل نکاح ہے۔ جس میں ایسا اعلان نہ ہو وہ نکاح کالعدم ہے۔

چھٹی دلیل یہ ہے کہ ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رض راوی ہیں کہ میں نے اپنی ایک رشتہ دار عورت کی شادی ایک انصاری سے کردی۔ حضور صلعم جب تشریف لائے تو فرمایا کیا تم نے عورت کو بھیج دیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ انکے ساتھ کوئی گانے والیاں لڑکیاں بھی گئیں۔ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ قوم انصار گانیکو پسند کرتے ہیں۔ اگر اسکے ساتھ یہ اشعار گانیوالا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ شعر

اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ + فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ

اسکا پنجابی ترجمہ یوں ہے۔ اسیں آیاں اسیں آیاں لالہ اسیں آیاں اسیں آیاں + ہووِن لکھ ودھایاں بنیاں ہووِن لکھ ودھایاں۔

ساتویں دلیل ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ کی گلیوں میں تشریف لے جا رہے تھے وہاں عورتیں یہ شعر دف بجا کر گا رہی تھیں شعر

نحن جوارٍ من بنی النجار + یا حبذا محمد من جار

یعنی ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں۔ محمد ہمارے عجیب پڑوسی ہیں حضور نے فرمایا خدا جانتا ہے کہ میں بھی تمسے محبت رکھتا ہوں۔

آٹھویں دلیل آنحضرت صلعم جس روز مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو انصار کی لڑکیوں نے آپکا حسن و جمال دیکھکر فرط خوشی میں یہ اشعار گائے۔ ؎

اَشْرَقَ الْبَدْرُ علینا وَاخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْرُ + مِثْلَ حُسْنِكَ مَا رَاَیْنَا قَطُّ یَا وَجْہَ السُّرُوْرِ

ترجمہ۔ چڑھیا چن مکے تھیں سیو چھپے چن اسمانی + ایسا ہنر اکوئی نہ ڈٹھا صورت دا لاثانی

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ بَدْرٌ اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ + اَنْتَ اِکْسِیْرٌ وَغَالِی اَنْتَ مِصْبَاحُ الصُّدُوْرِ

توں سورج توں چن مہراج توں ہیں نور الٰہی + توں اکسیر اساڈے کارن ولاندی روشنائی

یہ اشعار پیر صاحب نے ظہور ہدایت (دوہایا) صفحہ ۳۶ پر نقل کئے ہیں۔ پھر صفحہ ۳۷ پر آپ نے پنجابی گیت عورتوں کے کامن اس موقعہ کے مناسب حال لکھے ہیں۔ جنکے ابتدائی اشعار یوں ہیں ؎

۱ چڑھ چناں وے کر روشنایاں + رلمل سیاں ویکھن آیاں + چانن جھلک دکھائیں وے ماہیا۔ الخ

۲ اٹھیں بکھیاں نہ کم کاج وے + تینوں سب شرماں رکھلئیں لاج وے + روندیاں شام صباحیں وے ماہیا الخ

۳ چڑھیا ای چڑھیا چن چودھویں راتدا + اوہ لگا آنوندا نی نوشہ برات دا + گاون سیاں چائیں چائیں وے ماہیاء

کیا پیر صاحب ایسے گیت لکھ کر جن کو مرد اور عورتیں ڈھولک سارنگی پر گایا کرتی ہیں اپنے فتوٰی کی رو سے گمراہ کنندہ اور ملحد نہیں گے۔ اور یہ کہنا درست ہو گا کہ ایسے گیت بنانے والے کی بات بھی نہ سننی چاہیے۔ اس سے محبت کرنا ناروا۔ اس سے میل جول رکھنا گناہ اس سے بیعت تو کیا اسکے پیچھے نماز پڑھنا بھی ناجائز اسکو مقتدائے عالم اور پیر مرشد تصور کرنا حرام ہے۔

نانویں دلیل بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلعم جنگ تبوک سے مظفر و منصور واپس تشریف لائے تو لڑکیوں نے یہ شعر گائے

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع + وجب الشکر علینا ما دعیٰ للہ داع

یعنی ثنیۃ الوداع سے ہم پر چاند طلوع ہوا ہمیں اس حد تک اسکا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ جہانتک دعا مانگنے والا اللہ تعالےٰ سے دعا کر سکے۔

دسویں دلیل انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ خندق کی کھدائی کے وقت صحابہ یہ شعر خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ ؎

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ؛ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ترجمہ۔ اساں بیعت کیتی نال نبی دے سچی لوں بجانوں + نال کفار جہاد کرانگے توڑے جائیے جانوں

اوسکے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھتے تھے ؎

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةْ + فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

عیش سچی عقبی دی مولی کریں نصیب سانوں + انصار مہاجر بخشیں سارے بخرہ دے ایمانوں

اور خندق کے روز یہ اشعار بھی پڑھے۔ ؎

لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا + وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

جیکر فضل خدا نہ ہوندا پاندا کون ہدایت + صدقہ نفل قبول نہ ہوندا ناں کوئی ہو عبادت

رَبَّنَا اَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا + وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

یارب کرتوں فضل اساں تے رحمت نازل ہووے + ثابت قدم لڑائی اندر چھوٹا بڑا کھلووے

اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا + كُلَّمَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

خواہ مخواہ بغاوت کیتی ساڈے نال کفاراں + کرو فساد نہ فتنہ ہرگز کردے رہے پکاراں

احادیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ شادی کے وقت دف کا بجانا جائز بلکہ مستحسن ہے اِعْلَنُوْا بالدف نیز خوشی کی تقریب میں لطور مبارکباد۔ احباب کی ملاقات کے وقت۔ کسی اچھے کام کی تحریص وترغیب کیلئے اور بطور دلالۃ النص یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ولیمہ۔ عقیقہ۔ ختنہ۔ عرس بزرگان۔ تلاوت ختم قرآن پر اور تولد فرزند کی خوشی میں بھی گانا بجانا مباح ہے۔

قول فیصل

اسبارہ میں قول فیصل یہ ہے کہ بحکم الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔ غنا اور مزامیر میں ذاتی طور پر کوئی حرمت نہیں بلکہ اباحت ہے۔ ہاں عوارض ذمیمہ کی وجہ سے حرام ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسے عوارض نہ ہوں تو مباح ہے۔ روایات حرمت اور حلت میں تطبیق اس طور پر ہو سکتی ہے کہ جن روایات میں حرمت کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ وہ عوارض ذمیمہ کی وجہ سے ہے۔ جو ایسے عوارض

سے معرّیٰ ہو۔ اسکی اباحت میں کلام نہیں ہے۔ عوارض ذمیمہ یہ ہیں کہ فحش گیت اور گندے اشعار مجلس فساق میں گائے جائیں۔ یا یہ گانا بجانا بطور لہو ولعب ہو۔ اور اسکی وجہ سے سامعین ذکراللہ یا قرأۃ قرآن یا نفل ونماز سے غافل ہو جائیں۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ اشعار حمد الٰہی اور نعت رسول صلعم اور اقوال وافعال اولیاء اللہ کے متعلق ہوں۔ اور سامعین صلحاء عشق الٰہی سے مخمور ہوں۔ اور ہر ایک کا خیال نیک ہو۔ یا وعظ وتذکیر کے طور پر اشعار عبرت انگیز خوش آوازی اور غناء سے پڑھے جائیں تو یہ جائز اور مستحسن ہے۔

دیکھئے مزامیر میں دف اور طبل بھی داخل ہے۔ حالانکہ دف کا بجانا اعلان نکاح کیلئے جائز قرار دیا گیا ہے۔ ایسا ہی خاص مواقع پر طبل کا بجانا۔

جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمحتار مطبوعہ مصر ص۲۰۵ میں لکھا ہے والطبل إذا کان لغیر اللھو فلا باس بہ کطبل الغزاۃ والعرس کما فی الاجناس ولا بأس ان یکون لیلۃ العرس دف یضرب بہ لیعلن بہ النکاح وفی الولوالجیۃ وان کان للغزو والقافلۃ یجوز اتقانی ملخصاً (ترجمہ طبل (ڈھول) اگر کھیل کود کیلئے نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ غازیوں (مجاہدین) کا ڈھول یا اور شادی کا ڈھول اجناس میں ہے کچھ حرج نہیں کہ شادی کی رات کو دف بجایا جائے تاکہ نکاح کی تشہیر ہو۔ اور ولوالجیہ (کتاب) میں ہے کہ اگر غازیوں اور قافلہ کیلئے ہو تو جائز ہے۔ خلاصہ اتقانی۔

ایسا ہی فتاوی ہندیہ میں ہے۔ رجل استاجر رجلا للطبل ان کان للھو لا یجوز وان کان للغزو والقافلۃ یجوز کذا فی غایۃ البیان۔ انتھی ایسا ہی ولوالجیہ میں ہے رجل استاجر رجلا لیضرب بہ الطبل ان کان للھو لا یجوز وان کان للغزو والقافلۃ یجوز لانہ طاعۃ انتھی۔ ونقل من القفاف قال ابو الوراق لکل قوم مزامیر ومزامیر العرب والعراق والخراسان الدف وما یلتوی بہ کالضجیج والناء ومزامیر البدوی الدھل وما یلتوی بہ ومزامیر اھل الھند الدخص وھو شئ یتخذ من الخذف مجوف مطول لہ طرفان بمینہ اشد صوتا من الیسار ویقال لہ بالفارسیۃ مندل وھو دھل الھند وما یلتوی بہ والشھرء اباحہ حالۃ التزوج اما قبلہ وما بعدہ فحرام کذا فی ملتقط النسفی انتھی (ترجمہ) فتاوی ہندیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کو ڈھول بجانیکے لئے اجیر بنایا۔ تو یہ اگر صرف لہو ولعب کے لئے ہے تو ناجائز ہے۔ جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور ولوالجیہ میں ہے کہ اگر کسی نے کسی کو طبل بجانیکے لئے اجیر بنایا تو اگر کھیل کود کیلئے ہو تو ناجائز ہے۔ غزا اور قافلہ کیلئے ہو تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ طاعت میں داخل ہے۔ اور قفاف سے منقول ہے۔ کہ ابو بکر وراق نے

نے فرمایا کہ ہر ایک قوم کیلئے مزامیر ہوتے ہیں اور عرب۔ عراق۔ خراسان کا مزامیر دف ہے یا اُسکے مشابہ۔ جیسا صنج اور ناء۔ اور ہندیونکا مزامیر دخص ہے وہ خذف سے بنی ہوئی درمیان سے خالی ہوتی ہے۔ جسکی دو طرفیں ہوتی ہیں دائیں کی آواز بائیں سے تیز ہوتی ہے۔ اسکو فارسی میں منذل کہتے ہیں اور یہ ہندیونکا ڈھول ہے۔ یا اُسکے مشابہ ہوتا ہے۔ شریعت نے نکاح کے وقت اسکی اجازت دی ہے۔ آگے پیچھے حرام ایسا ہی ملتقط الفیفی میں ہے۔

عبارات بالا سے ثابت ہوا۔ کہ مزامیر کی حرمت بھی بذاتہ نہیں بلکہ عارضی ہے۔ جو بُرے عوارض سے لاحق ہوتی ہے۔ ورنہ دف ڈھول وغیرہ سب ایسے عوارض کے نہ ہونے پر مباح ہو جاتے ہیں محدث دہلوی نے اس مسئلہ کی تشریح مدارج النبوۃ میں کی ہے کہ اباحت سماع صحابہ تابعین تبع تابعین۔ علماء صلحاء۔ محدثین۔ اور فضلائے دین متقی اہل زہد سے منقول ہے۔ جو بطور حکایات وروایات کتابوں میں مذکور ہے۔

جناب امام غزالی رہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ابو طالب مکی نے اباحت سماع کو ایک جماعت سے نقل کیا ہے اور کہا ہے اصحاب کبار سے عبداللہ بن جعفر۔ عبداللہ بن زبیر۔ مغیرہ بن شعبہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہم نے سماع کو مباح جانکر سنا ہے اور کہا ہے کہ اسیطرح بہت سلف کرام نے بھی سُنا۔ اور کہا کہ سماع کو اہل حجاز سے مکہ معظمہ میں ان ایام میں سنا جاتا تھا جو سال بھر میں تمام ایام سے افضل ہیں۔ یعنی وہ ایام معدودات جنمیں ذکر و عبادت کا حکم دیا گیا ہے (وہ ایام تشریق ہیں) احیاء العلوم ملخصًا۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ سعد بن مسیب بھی غناء کو سنا کرتے اور قاضی شریح بھی سنا کرتے تھے۔ ایسا ہی سعید بن جبیر اسیطرح عبدالملک بن جریج جو کہ علماء حفاظ اور فقہائے جیاد سے ہیں اور بالاجماع عادل ہیں نہ صرف راگ سنتے بلکہ اس سے واقف بھی تھے۔ ابراہیم بن سعد جو اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ تھے طلباء کو حدیث کا درس نہ دیتے تھے جب تک غناء نہ سُن لیتے۔ آپ نے خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں اباحت غناء کا فتویٰ دے دیا تھا۔ احیاء العلوم میں ہے کہ قاضی ابو مروان کی کنیز مغنیہ تھی۔ ایسا ہی عطار بن ابی رباح کی دو لونڈیاں گانیوالی تھیں۔ خود جناب رسول خدا صلعم نے حسان بن ثابت کو منبر پر بٹھا کر وہ اشعار سنے جو اونے رسول پاک کی مدح اور کفار کی ہجو میں لکھے تھے اور حضور نے اوسکے حق میں دعا فرمائی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدہُ بِروحِ القُدُس (اے خدا اس شاعر کی تائید روح القدس سے فرمائیو)

حسان بن ثابت کے اشعار حسب ذیل ہیں

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ
کافر ہجو رسولی کردے میں جواب سناواں

وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
اس نیکی دا انشاءاللہ اجر خدا تھیں پاواں

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِیًّا
بر تقی محمدؐ دی کیوں کافر ہجو بنائے

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِیْمَتُهُ الْوَفَاءُ
با وقار رسول خدا دا دغا نہ مول کمائے

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَعِرْضِیْ
میرے باپ تے مائی نالے عزت حرمت میری

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
سب قربان نبی صاحب تھیں کرو نہ ایڈ دلیری

ثَكِلْتُ بُنَیَّتِیْ اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا
نظر نہ آوے فوج خدائی کفاراں بدکاراں

تُثِیْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَیْ كَدَاءِ
گرد وغبار اوٹھے چوطرفوں ڈھانک دیوے کہساراں

یُبَارِیْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
گھوڑے اوٹھ دوڑاندے آون مرد بہادر جنگی

عَلٰی اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَاءُ
نیزے تانے شکل دکھاون سارے ساتھی سنگی

تَظَلُّ جِیَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
وچہ میدانے گھوڑے ساڈے سوہنی دوڑ دکھاون

تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ
نال دوپٹیاں بیویاں ساڈیاں مالش خوب کرادن

فَاِنْ اَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا
جے ہٹ جاؤ اسیں تعرض ہرگز نہیں کریندے

وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ
فتح اساڈی سر پر ہونی پردہ رہن نہ دیندے

وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ یَوْمٍ
صبر کرو جے لڑنا چاہو ہوسی خوب لڑائی

یُعِزُّ اللّٰهُ فِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ
عزت سانوں اللہ دیسی ہوسی فضل الٰہی

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا
رب سچا فرماوے ایہ ہے مرسل ساڈا سچا۔

یَقُوْلُ الْحَقَّ لَیْسَ بِهٖ خَفَاءُ
سچو سچ بتائے گلاں قولاں دا نہیں کچا

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ یَسَّرْتُ جُنْدًا
بھی اللہ فرماوے جانوں ایہ ہے فوج خدائی

هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ
نصرت ساڈی شامل ہووے جبدم کرے چڑھائی

یُلَاقِیْ كُلَّ یَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ
کافر ہو مغلوب ہر اک دن کردے کم نرائے

سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ
گالیاں دیندے ہجو کریندے ایہ کمبخت منہ کالے

فَمَنْ یَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
ایہ رسول خدا دا سچا سر تے ظل الٰہی

وَیَمْدَحُهٗ وَیَنْصُرُهٗ سَوَاءُ
ہجو کرو یا مدح کرو تسیں اسوج کی وڈیائی

وَجِبْرِیْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْنَا ‏ وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَیْسَ لَہٗ کِفَاءُ

ہے جبریل فرشتہ رہدا سنگی ساتھی ساڈا ‏ روح القدس اساڈا حامی ساتھی کون تساڈا

اب ہم پیر ظہور صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ یہ سب بزرگان دین جنمیں صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ مفسرین ومحدثین۔ اولیاء۔ اصفیاء وغیرہم داخل ہیں۔ اباحت غناء کے قائل ہیں۔ تو پھر آپ انکی نسبت بھی وہی الفاظ استعمال کرینگے جو آپنے رسالہ کے خاتمہ میں ظہور ہدایت کے صـ پر لکھے ہیں۔ پیر جی اصحاب قال کا کوئی حق نہیں ہے کہ اصحاب حال پر خوردہ گیری کریں ؎

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر + گرچہ باشد در نوشتن شیر وشیر

اسمیں شک نہیں ہے۔ کہ غناء اندرونی جذبات کو برانگیختہ کرنے والی چیز ہے۔ سامعین اگر نفسانی آدمی ہوں تو انکی نفسانی شہوانی جذبات بڑھانیکا باعث ہوگا۔ لیکن سننے والے اگر روحانیت سے بہرہ رکھتے ہیں۔ تو روحانیت میں ترقی ہوگی اسلیئے غناء کو بلا استثناء حرام کہدینا۔ اور ایسا سنگین فتوی دے دینا محض نادانی ہے۔ ہر ایک شخص ایسے فتوی کا اہل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے وسعت علم اور ہمہ دانی کی ضرورت ہے۔ ؎

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ~~~~ نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند

غالباً پیر جی اس حدیث سے آگاہ ہونگے۔ کہ بارگاہ نبوی میں ایک عورت نے پیش ہو کر عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے سامنے دف بجاؤنگی۔ حضور نے اسکو ایفاء نذر میں دف بجانے کی اجازت بخشی۔ اگر دف بجانا ناجائز ہوتا تو بحکم لا نذر فی المعصیۃ ایسی نذر کو داخل گناہ سمجھکر حضور دف بجانیسے منع فرما دیتے۔ اگر کہا جائے کہ دف اور طبل بجانیکے اباحت کی خاص مواقع پر اجازت ہے باقی مزامیر سارنگی ہارمونیم کے سننے کی دلیل نہیں ہو سکتی تو ہم کہیں گے کہ شیخ محدث دہلوی لو لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن زبیر۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ عمر بن عاص حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے یہ لوگ بربط سنا کرتے تھے۔ ایسا ہی عبدالرحمن بن حسان۔ خارجہ بن زید جو مشہور فقہائے مدینہ سے ہیں ان سے بھی انکا سماع منقول ہے۔ اور استاد منصور نے زہری سعید بن مسیب۔ عطاء بن ابی رباح اور شعبی اور عبداللہ بن عتیق اور اکثر فقہاء سے بربط کا سماع نقل کیا ہے۔ خلیلی نے عبدالعزیز بن ماحشون سے نقل کیا ہے کہ وہ عود (سارنگی یا طنبور) کے سننے کی اجازت دیتے تھے۔ ابراہیم بن سعد ایک دن رشید کے پاس وارد ہوئے اور عود طلب کی رشید نے پوچھا کہ عود مزمر (سارنگی) یا عود مجمر (خوشبوناک لکڑی) ابراہیم نے کہا کہ عود مزمر (سارنگی) رشید نے عود حاضر

کردی۔ جو خوب بجائی گئی اور غنار و عود کے جواز کا فتوی بھی دیا گیا۔ تو جب بربط اور عود کی اباحت ثابت ہوگئی۔ تو ہارمونیم وغیرہ سرود کے سازوں کا جواز بھی ثابت ہوگیا۔ مگر یہ یاد رہے کہ ان مزامیر اور غنار کے سماع کی ہر کس و ناکس کو اجازت نہیں ہے۔ بلکہ عوام کو خاص مواقع پر اور خواص کو خاص مجلس میں اسکے سننے کی اجازت ہے۔ جب کہ اشعار توحید الٰہی اور مدح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ یا عشق حقیقی کی جھلک ان میں ہو۔ ورنہ فحش گیت اور حیا سوز غزلیات جن میں عورتوں کے خد و خال کے اوصاف یا کسی مسلمان کی ہجو ہو یا صحابۂ کرام کی توہین ہو۔ جیسے کہ روافض مرثیہ خوانی میں کرتے ہیں۔ ہرگز جائز نہیں ہے۔ بلکہ اسکی حرمت کے جملہ فقہار۔ محدثین۔ مفسرین قائل ہیں۔ اور یہ ہماری مبحث سے خارج ہے۔ کلام اس سماع میں ہے۔ کہ جو صوفی صافی اور بزرگان دین کی مجالس میں بالخصوص عرس کے مواقع پر عمل میں آتا ہے۔ ہمنے کئی عرس دیکھے انمیں ایک قوالی کی مجلس ہوتی ہے۔ جس میں عام لوگ شامل ہوتے ہیں اسمیں اول و آخر قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور ختم خواجگان ہوتا ہے۔ پھر قوالی ہوتی ہے جسمیں کوئی عشقیہ غزل یا فحش کلامی نہیں ہوتی۔ بلکہ حمد الٰہی اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیار کرام کے محامد بیان ہوتے ہیں۔ یا ایسے کلمات ہوتے ہیں جو محبت الٰہی کے جذبات کو بڑھانیوالے ہوتے ہیں جنکے سننے سے بعض اصحاب حال وجد میں آجاتے ہیں۔ ایسے سماع کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور اسکے عدم جواز کے فتوے دینے والے کو چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہوکر ایسی گستاخی کرنیسے شرم کرنا چاہیے۔ اولیار کرام اور مشائخ کرام کی شان ارفع کے خلاف ایسی طعنہ زدی باعث ذلت ہوتی ہے۔ شکر ہے کہ ایسے گئے گذرے زمانہ میں بھی ایسی مقدس و بزرگ ہستیاں موجود ہیں جو علوم ظاہری و باطنی میں تبحر کے علاوہ صاحب کشف و کرامت ہیں۔ جنکی صحبت سے فیض یاب ہونیوالے روشن خیال انگریزی دان طبقہ کے لوگ بھی انکی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ ترجمان حقیقت علامہ اقبال جو مشاہیر شعرائے پنجاب سے ہیں۔ اور انگریزی دان طبقہ بھی انکی پاکیزگیٔ خیال کا قائل و مداح ہے۔ آپ اولیار کرام کی نسبت یوں گوہر افشانی کرتے ہیں ؎

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے	وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس اُن کی	الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی	نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو	ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ترستی ہے نگاہِ نارساان کے نظارے کو ✦ وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
کسی ایسی شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو ✦ کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں
محبت کیلئے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا ✦ یہ وُہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں
(بانگ درا صفحہ ۱۱)

میرا خیال ہے کہ اسی پاک ارادت کے باعث جو اس شیریں مقال شاعر کے دل میں بندگان خدا سے ہے۔ رب العزۃ نے اوسے رتبہ جلیلہ اور اسکی کلام کو قبولیت عامہ کا شرف بخشا۔ جزاہ اللہ خیرا۔
آپ نے حضرت خواجہ سید غلام حیدر شاہ جلالپوریؒ کی وفات پر ایک مرثیہ لکھا تھا۔ جو کہ ذکر حبیب میں درج ہے ✦

ایک خاص واقعہ

میں نے ۱۳۰۰ھ میں۔ ع برگ سبز است تحفۂ درویش۔ ایک چھوٹا سا رسالہ "تاج المتقین" جسمیں مسئلہ جواز نماز باکلاہ پر بحث کی گئی تھی (از تصنیف خود) ہمراہ لیکر بارگاہ عالیہ سیال شریف میں بارادۂ بیعت حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی۔ میں عرس مبارک سے دو تین روز پہلے پہونچ گیا تھا۔ حضرت صاحب ثانی رحمہ اللہ کا زمانہ تھا۔ چونکہ اس موقع پر بعض خاص خلفار بھی حاضر ہو چکے تھے۔ اور خاص مجلسیں ہوتی تھیں۔ جنمیں مزامیر کے ساتھ قوالی ہوتی تھی۔ مجھے بھی ان خاص مجالس میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ میں اسی وقت نیا نیا ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر آیا تھا۔ میرے دل میں کئی قسم کے وساوس پیدا ہوئے۔ اور میں نے تعجب کیا کہ ایسے عالیشان دربار میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء و فضلاء کے ہوتے ہوئے ایسی مجلسیں ہوتی اور سماع غنار ہوتا ہے۔ لیکن میں اپنے ان دلی شبہات کو ظاہر کرنا خلافِ ادب سمجھ کر خاموش رہا۔ اور حضرت ثانی صاحب سے رسمی طور پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔ پھر بھی دل کے وساوس دل ہی میں رہے۔ جب گھر میں وارد ہوا اور چند ایام گذرے تو میں نے ایک خواب دیکھا۔

دیکھتا ہوں کہ ایک روضہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ روضہ حضرت شمس سیال رحمہ اللہ کا ہے۔ اور حضرت اقدس اپنے مرقد مبارک کے اوپر ایک سفید براق لباس میں ملبوس استراحت فرما رہیں۔ آپ کی آنکھیں بند ہیں گویا سوئے پڑے ہیں۔ مجھے کشش ہوتی ہے اور میں آہستہ آہستہ قدم قدم ضریح شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہوں۔ حضور ممدوح کی آنکھ کھل گئی اور میرا ہاتھ آپکے دست مبارک میں ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ تم علماء لوگوں کے دلوں سے شبہات نہیں جاتے۔ ایسے درباروں

ہیں خلوص دل سے راسخ العقیدہ ہوکر آنا چاہیے کہ اگرچہ بظاہر تمہارا ہاتھ صاحبزادگان کے ہاتھ میں ہو لیکن حقیقتاً اس دربار کے اعلےٰ بزرگ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ میں خود تمہیں بیعت کرتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا وسوسہ کبھی دل میں نہ گذرنا پائے۔

اس رؤیا کے دیکھنے سے میرے دل میں عجیب رقّت پیدا ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری اور دل کی ایک ایسی عجیب حالت ہو جاتی ہے کہ الفاظ میں اسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ میری آنکھ کھلی تو فی الواقع آنکھوں سے اشک جاری تھے اور دل پر رقت طاری تھی۔ دیر تک یہی عالم رہا۔ پھر بھی جب کبھی اس وقت کا تصور دل میں آجاتا ہے وہی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

میں پیر ظہور سے التماس کرونگا کہ بزرگان کی نسبت ہمیشہ حسنِ ظن اور حسنِ عقیدت رکھنا چاہیئے اور اُن کی مجالس کو مجالس فساق پر قیاس نہ کرنا چاہیئے۔

مجھے اب بھی بارہا اعراس بزرگان پر جانیکا اتفاق ہوتا ہے۔ دربار جلالپور شریف میں حضرت خواجہ غلام حیدر شاہ صاحب مغفور نور اللہ مرقدہ کے آخری دورِ حیات میں مجھے شریک ہونے کا موقع ملا۔ میں ایک چھوٹا سا رسالہ دربار حیدری (تصنیف خود) ساتھ لے گیا تھا۔ جس میں چند قصائد اردو نظمیں۔ فارسی اور کچھ عربی بھی تھے۔ حضور کی خدمت میں یہ نظمیں پڑھی گئیں جو خاص مقبول ہوئیں اور حضور نے خاص توجہ سے دعا فرمائی۔ جس کے آثار قبولیت اسی وقت نمایاں ہو رہے تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تا دمِ واپسیں حضور والا کی وہ دعا میرے شامل حال رہے گی۔ خدایا ایسا ہی کر۔ آمین

میری غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ میری اس قدر قصیدہ خوانی کے بعد قوالی ہوئی۔ اور ایسے اشعار پڑھے گئے۔ جو ایسی مجالس کے موزون ہوتے ہیں۔ یہ قوالی خوش آوازی اور غنا سے ہوتی ہے اگرچہ مزامیر کی اس عام مجلس میں اجازت نہیں ہوتی۔ اب بھی یہی معمول ہے۔

صرف ایک دفعہ عُرس کے موقعہ پر دربار گولڑا شریف میں شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کی قوالی میں ایک خاص لطف یہ دیکھا کہ ایک قوال جسکا نام مجھے یاد نہیں اور جسکو واعظ قوال کہا جاتا ہے۔ بست سریلی آواز سے مثنوی مولنا روم رحمہ اللہ کے اشعار اور ازیں قبیل دیگر علمی غزلیات وغیرہ نہایت صحت الفاظی سے پڑھ کر اہل مجلس کو محو حیرت کر دیتا ہے۔ جسکی داد حاضرین مجلس نقود اور دراہم کے ذریعہ دیتے ہیں۔ گو یا روپوں کا مینہ برس جاتا ہے۔ بالخصوص حضرت پیر صاحب کی اپنی ایک غزل جو پچھلے دنوں اخبار سیاست لاہور میں بھی چھپی تھی وہ عجیب لہجہ سے پڑھتا ہے اسپر اسنے اپنی طرف سے کچھ مزید اشعار بھی بطور تظمین تصنیف کئے ہوئے ہیں۔ اس غزل کے سُننے

سے عالم وجد میں آجاتے ہیں۔ اس شخص نے ان دنوں لاہور میں خانقاہ داتا گنج بخش میں اپنی قوالی سے مسلمانوں کو محظوظ کیا۔ بڑے بڑے منکرین سماع بھی اس کا کمال دیکھنے گئے۔ اور تعریف کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ سُنا گیا ہے کہ واعظ قوال کی پراثر قوالی سے متاثر ہو کر جناب مولانا یار محمد صاحب بندیالوی مشہور واعظ الاسلام وجد میں آگئے اور بہت دیر تک عالم بیخودی میں تڑپتے رہے ؎

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

پیر ظہور صاحب نے کسی ایسی مجلس میں شمول کی سعادت حاصل کی ہوتی تو ایسے اعتراض کی وُہ جراَت نہ کرتے۔

پیر ظہور سے خطاب

ہاں جناب آپکو کچھ اپنا حال بھی معلوم ہے۔ آپنے بھی تو اپنی سریلی آواز اور خوش الحانی کی بدولت ہی واعظ کا لقب حاصل کیا ہے۔ ورنہ نکات و معارف جو کہ آپ بیان کر سکتے ہیں آپ کو بھی معلوم ہیں اور سُننے والے بھی بالخصوص اہل علم اس سے خوب واقف ہیں۔ آپ کی علمی بضاعت صرف اسقدر ہے کہ چند پنجابی نعتیہ نظمیں یا تعریف کلمہ طیبہ کے متعلق چند ایک تک بندیاں کر کے بطور رسالہ چھپوا کر اپنے پاس رکھتے ہیں جب ان نظموں کو آپ سُر اور تال سے پڑھکر حاضرین پر اثر ڈالتے ہیں تو واہ واہ کی آواز عوام کی طرف سے بلند ہوتی ہے۔ اور آپ کے ان تکوں کے خریدار ہر طرف سے پیسے ہاتھ میں لئے اٹھ دوڑتے ہیں جس سے آپ کی چاروں انگلیاں گھی میں ہو جاتی ہیں اور ہمنے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ یہی نظمیں اکثر میراسی بلکہ میراسنیں گا کر لوگوں سے پیسے وصول کرتی ہیں۔ تقریبات ماتم میں اس کا عام رواج ہو گیا ہے تو اب فرمایئے کہ بقول شخصے یجوز لی مالا یجوز لغیری۔ آپ کیلئے تو ایسے گیت سُر تال سے راگ میں پڑھنے پڑھوانے جائز ہیں لیکن دوسرے لوگ اگر اردو فارسی نعتیہ اور حمد الہی کے متعلق اور اولیاء کرام کے مناقب خوش آوازی سے پرمضمون غزلیں اور اشعار پڑھیں تو پڑھنے والے کافر ہو جائیں۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ ہیں نے کئی جگہ دیکھا ہے کہ جاہل اشخاص جب پیر صاحب کے رسالہ کو دیکھ کر کلمہ طیبہ کو سُر تال سے پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بعض جگہ پورے طور پر سُر نہ بندھنے کے باعث کلمہ طیبہ میں اپنی طرف سے زائد گھسیڑ دیتے ہیں۔

چنانچہ پہلا مصرعہ تو یہ بناتے ہیں لا الٰہ الا اللہ - لا الٰہ الّا اللہ دوسرا مصرعہ محمدؐ پیارے رسول اللہ۔ محمد نبی رسول اللہ کئی دفعہ لوگوں کو منع کیا گیا ہے کہ کلمہ شریف کو یوں نہ بگاڑو۔

کلمہ شریف جیسا کہ ہے صحیح پڑھو تو وہ کہتے ہیں کہ جناب پھر راگ میں درست کسطرح اتر سکتا ہے۔ موضع چکوڑہ متصل اوڈھروال میں ایک دفعہ بغرض تبلیغ مجھے جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں اسی طرح کی قباحت دیکھی گئی اور کہا گیا کہ اب درست کلمہ جیسا کہ ہے خوش آوازی سے پڑھو تو وہ بیچارے پڑھنے سے رہ گئے۔ پھر بڑی مشکل سے اُن کو درست کلمہ پڑھنے کا طریق بتلایا گیا۔ اور بصد مشکل انہوں نے پڑھا۔ الغرض پیر صاحب نے رسالہ لکھتے وقت اس امر کا لحاظ نہیں کیا کہ اس رسالہ میں پہلے پنجابی گیتوں کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ جن میں عور تو نکے کا من" کے عنوان سے ایک پنجابی گیت بھی لکھا گیا ہے۔ پھر آپ راگ اور غنا پر کس منہ سے اعتراض کرنے لگے ہیں۔

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

نتیجہ

اس تمام تحقیق اور مدلل بحث کا جو اوپر کیگئی ہے نتیجہ یہ ہے کہ قوالی اور نعت خوانی جو عرس بزرگان پر ہوتی ہے بلاشبہ جائز ہے۔ بڑے بڑے اولیاء کرام نے جو اسلام کا روح رواں ہو گذرے ہیں اور موجود ہیں۔ سماع کو جائز ہی نہیں بلکہ روحانی غذا تصور فرما کر اسکو اپنا معمول بنایا اور قرآن و حدیث اور کتب فقہ و تصوف اس کے جواز کے شاہد ہیں۔ پھر پیر ظہور نے جو حملہ ان پاک نفوس پر کر کے اِنکی نسبت الفاظ ملحد کافر وغیرہ استعمال کئے ہیں وہ خود ان الفاظ کے مصداق ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جس شخص کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں اگر وہ انکا مصداق نہیں ہے تو کہنے والا خود انکا مصداق ہو جاتا ہے۔ پیر ظہور اگر صدق دل سے اپنی اس ناجائز حرکت سے تائب نہ ہوں تو وہ مسلمان نہیں رہے۔ اِن سے مسلمانوں کو میل جول رکھنا ناجائز ہے وہ مسلمانوں کو نماز پڑھانے بلکہ مسلمانوں کی جماعت کی صف میں کھڑا ہونیکے بھی مجاز نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بالکل قطع تعلق کر دینا چاہیے تاکہ ان کو عبرت ہو اور اپنی اس کفر یہ جسارت سے نادم ہو کر بصدق دل توبہ کر کے اپنے اس ناجائز فتوی کی اپنے ہاتھ سے تردید کریں۔ واللہ ہو الہادی۔

انتباہ

ہماری اس طوالتی بحث سے جو رسالہ میں کی گئی ہے۔ یہ نتیجہ اخذ نہ کیا جائے کہ ہم ڈھول ڈھمکے باجے گاجے کے جواز کے قائل ہیں جو شادیوں کے موقعہ پر یا پڑ کوڈیوں یا کھیل تماشوں پر عوام

کالانعام استعمال کیا کرتے ہیں۔ نہ ہم رنڈیوں اور ڈوم مراثیوں کے گانے بجانے کو جائز سمجھتے ہیں۔ جو طبلہ و سارنگی پر حیا سوز اور فحش گیت گائے جاتے ہیں اور پیسے ٹکے بٹورے جاتے ہیں۔ ان ہی بدعات اور بدرسومات نے قوم کا بیڑا غرق کر دیا ہے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان مراسم قبیحہ کو روکنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔

رسالہ ہٰذا میں ایک باریک بحث ہے۔ جسکو اہلِ علم ہی سمجھ سکتے ہیں وہ یہ کہ صوفیہ کرام اہل ذوق وحال خاص حالات اور خاص مجالس میں سماع۔ قوالی و نعت خوانی کے سننے کے مجاز ہیں جب کہ ان میں تعریف خدا۔ مدح رسول اور بزرگانِ دین کے مناقب و محاسن کا بیان ہو یا ایسی پاکیزہ غزلیات ہوں جن میں عشق حقیقی کی جھلک پائی جائے۔ ایسے سماع کو حرام کہنے والا مسائل شرع سے قطعاً ناواقف اور لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے والا عالم نما، جاہل ہو سکتا ہے۔ اور بس ❖

اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ اہل انصاف کے لئے کافی ہے اور ضد کی بیماری کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ لکھنے والے کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ اور چونکہ جلدی سے تھوڑے وقت میں قلم برداشتہ لکھا گیا ہے اور نظر ثانی بھی نہیں کی جا سکی اس لئے اگر کوئی لغزش ہو گئی ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام

الراقم

خاکسار۔ ابوالفضل **محمد کرم الدین** عفی عنہ متوطن بھین ضلع جہلم

مسئلہ سماع

اور رسالہ ہٰذا کی تصدیق میں بہت سے متعدد علماء و فضلاء کی تحریرات ہمارے پاس موصول ہوئی ہیں۔ جن کا بالاستیعاب لکھنا باعث طوالت ہے۔ انمیں سے عالی جناب **حضرت خواجہ قمر الملۃ والدین سجادہ نشین سیال شریف** کی عالمانہ مدلل عربی تقریظ کو سب سے اوپر جگہ دی جاتی ہے اسمیں شک نہیں کہ دربار سیال شریف اسلام کا وہ مرکز ہے۔ جہاں سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء و فضلاء علوم باطنی سے مستفیض ہو کر خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے اور اب انکے چشمۂ فیوض سے خلق خدا سیراب ہو رہی ہے۔ گویا دربار عالیہ سیال شریف کا فتویٰ پنجاب و ہند کے علماء و فضلاء کا متفقہ فتویٰ تصور کیا جائیگا۔ اور کسی کو چون و چرا کی گنجائش باقی نہ رہیگی۔ حضور والا کی تقریظ بلفظہ تبرکاً و تیمناً درج ذیل ہے ❖

تقریظ

از حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف

بسم الله الرحمٰن الرحیم . الحمد لله
الذی احرق قلوب اولیائه بنار محبته
واسترق هممهم وارواحهم بالشوق الی
لقائه ومشاهدته ووقف ابصارهم و
بصائرهم علی ملاحظة جمال حضرته
حتی اصبحوا من تسنم روح الوصال سکری
واصبحت قلوبهم من ملاحظة سبحات
الجلال حیری فلم یروا فی الکونین شیئا
سواه ولم یذکروا فی الدارین الا ایاه ان
سنحت لابصارهم صورة عبرت الی المصور
اخبارهم وان قرعت اسماعهم نغمة
سبقت الی المحبوب سرائرهم فمن سماعهم
والی الله استماعهم فقد اقفل عن غیره
ابصارهم واسماعهم اولئک الذین اصطفاهم
الله لولایته واستخلصهم من بین اصفیائه
وخاصته والصلوٰة علی سیدنا ومولٰنا
محمد المبعوث برسالته وعلی اٰله واصحابه
ائمة الحق وقادته وسلم کثیرا

اما بعد فقد تعلقت انظارنا
بهذا الرد والمردود وبجمیع مالهما وعلیهما
فرأینا الصواب کل الصواب فی ان هذا

بسم الله الرحمٰن الرحیم ۰ سب تعریفیں اس خدا کیلیے
ہیں جسنے اپنے عشاق کے قلوب کو عشق الٰہی کا سوز و گداز
بخشا۔ ان کی ہمتوں کو اور ان کے ارواح کو شوق مشاہدۂ
جمال کبریائی کا جذبہ عطا فرمایا۔ ان کی نگاہوں اور
بصیرتوں کو ملاحظہ حسن و جمال بارگاہ احدیت کا جلوہ دکھایا
حتیٰ کہ وہ مئے عرفان الٰہی کے نشہ سے مخمور اور دیدار تجلیات
ربانی سے معمور ہو گئے۔

ان کو ہر دو عالم میں سوائے جلوہ ذات الٰہی کے
کچھ نظر نہیں آتا۔ اور دونوں جہان کی سعادت اُس
کے ذکر و فکر میں مستغرق رہنے کو ہی سمجھتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی
پری تمثال صورت نظر آ جائے تو ان کا خیال اس کے مصور
(خلاق حقیقی) کی طرف منتقل ہو جاتا ہے انکے کانوں میں کوئی
نغمۂ دلکش سنائی دے تو محبوب حقیقی بذات احدیت کیطرف
انکا تصوّر دوڑ جاتا ہے۔ اونکا سننا سنانا اوسی کیلئے ہے
اونکی آنکھیں نگاہ غیر سے بند۔ اونکے کان دوسری آواز سننے سے معذور
ان ہی پاک ہستیوں کو ایزد متعال نے رتبۂ ولایت بخشا اور انہیں مقدس نفوس کو
منصب خاص عطا ہوا صلوٰۃ و سلام ہو حبیب ہمارے سید و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر جنہوں نے خاتم المرسلین کا اعزاز حاصل کیا اور آپکی آل اطہار و اصحاب کبار پر
جو ائمہ دین پیشوایان شرع متین ہیں اسکے بعد واضح ہو کہ ہمنے اس رد
(تنبیہ الاصفیا) اور مردود (ظہور بدایت) کو دیکھا اور ان کے محاسن
و معائب پر نگاہ دوڑائی۔ ہم نے حق اسی میں پایا

الرجل المهتلس يكفر بتكفير اعاظم الامة وخيارهم كيف ويكفر الرجل بتكفير احد من المسلمين فضلاً عن تكفير اصحاب كرامة باهرة وارباب ولاية ظاهرة رضی الله تعالیٰ عنهم ورضوا عنه فنعم ماحقق فی رده الفاضل العالم المولوی ابوالفضل محمد کرم الدین الساکن بھین جزاه الله خیر الجزاء فلا حاجة لنا بعد ذالك الى تحرير سواه وتقرير الا اياه ولعله سلمه ربه اشار الی ما فی احیاء العلوم حیث جاء الامام فیه بشرحها وبسطها وترکها المسئلة وهی مفروغة عنها والله الهادی الکریم بحرمة نبیه سید المرسلين و انا عبده المسکین الشهیر قمرالدین غفرله سجاده نشین سیال شریف بقلمه

کہ یہ شخص (مصنف ظہور ہدایت) بسبب تکفیر اکابر امت اور اعاظم ملت (مشائخ کرام) کے کافر ہوگیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب (بحکم حدیث) کسی ادنےٰ مسلمان کو کافر کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو اوس شخص کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے جو اولیاے کرام اصحاب کرامت اور ارباب ولایت کی تکفیر کا فتویٰ دے۔ اس بطال کے رد میں فاضل عالم مولوی ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب ساکن بھین نے کیا خوب لکھا ہے۔ خدا اون کو نیک اجر بخشے اب اس رسالہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسری تحریر و تقریر کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ مصنف سلمہ اللہ تعالےٰ نے اس رسالہ میں وہ دلائل بھی ذکر کر دیے ہیں۔ جو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ نے احیاء العلوم میں شرح و بسط سے جواز سماع کے متعلق بیان فرمائے ہیں۔ منکرین کو خدا ہدایت کرے۔ بحرمت سید المرسلین۔

راقم

حضرت اقدس حامی الملت قامع البدعۃ۔ مولنا خواجہ محمد قمرالدین صاحب۔ سجادہ نشین دربار عالیہ سیال شریف

تقریظ

از جناب سجادہ نشین صاحب علاول شریف

بسم اللهِ الرحمٰن الرحيم الحمد لله الذی کشف
لاولیائه بواطن ملکوته وقشع
لاصفیائه سرائر جبروته واراق دم
المحبین بسیف جلاله واذاق سر العارفین
بروح وصاله هی المحی لموات القلوب بانوار
ادراك صمدیته وانعش لها براحة
روح المعرفة ونشر اسمائه والصلوٰة والسلام
علی رسوله محمد واٰله واصحابه وازواجه
اجمعین **وبعد** فانی قد قرأت ما حرّره
الواعظ المشهور پیر ظهور شاه فی الرسالة
المسماة بر ظهور هدایت فی تحریم السماع
وتکفیر السامعین فعجبتُ کل العجب من
جسارته علی توهین اجلة المشائخ الکرام
وافاضل العلماء الاعلام الذین جوّزوا
السماع للصلحاء وصنفوا فی ذلك تصانیف
کثیرة مثل مدارج النبوة للمحدث الدهلوی
واحیاء العلوم وکیمیای سعادت للامام
حجة الاسلام محمد غزالی وغیر ذلك ولا
شك فی انه سلك مسلك الغیّ والضلالة
وضلّ عن سبیل الرشد والهدایة الا یعلم
ان توهین العلماء کفر لا سیما توهین اولیاء الله

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے دوستوں کو رازہائے
ملکوتیہ سے آگاہ کر دیا۔ اور اپنے اولیاء اللہ سے پردہ ہائے
جبروتیہ اوٹھائے۔ اپنے عشاق کے خون تیغ جلال سے
بہائے اور اپنے عارفین کو اسرار وصال کے جام پلائے
وہی مردہ دلوں کو انوار صمدیت سے زندگی بخشتا ہے۔ اور
انکو معرفت کی راحتیں بخش کر نشر اسمار کی قوت دیتا ہے
خدا کا درود و سلام ہو حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی
آل واصحاب وازواج پر۔ ازیں بعد واضح ہو کہ میں نے
پیر ظہور شاہ کی ظہور ہدایت سے وہ مضامین پڑھے
جو اوسنے حرمت سماع اور تکفیر مجوزین سماع
کے متعلق لکھا ہے۔ مجھے اوسکی جسارت پر تعجب ہوا
کہ اوس نے بڑے جلیل القدر مشائخ اور علماء باتقین
کی ہتک وتوہین کی کیسے جرأت کی ہے۔ جو جواز سماع
کے قائل ہی نہیں۔ بلکہ اسس بارہ میں کتابیں لکھی
گئی ہیں۔ جیسے مدارج النبوت میں علامہ شیخ
عبد الحق محدث دہلوی ؒ نے اور احیار العلوم و کیمیائے
سعادت میں حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ نے شرح
ولبط سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ اسمیں کلام
نہیں ہے کہ پیر ظہور نے گمراہی کا طریق اختیار کیا
اور راہ ہدایت سے بھٹک گیا کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ
علماء کی توہین بھی کفر ہے۔ چہ جائیکہ اولیائے کرام

واصفیائه الذین جعلوا السماع من معمولاتھم فعلیه ان یتوب مما عمل والا فقد کفر بتوھین عباد الله الصالحین

فنعم ما اجاب العالم المحقق والفاضل المدقق ضرغام الاسلام وامام المناظرین مولانا ابو الفضل المولوی محمد کرم الدین رئیس بھین من مضافات چکوال وصنف فی ھذہ المسئلة رسالة عجیبة وعجالة نافعة وھذا ؎

کتاب لو تامله ضریر لعاد کریماه بلا ارتیاب

قرات الکتاب من اوله الی اخرہ فوجدته علی الحق والصواب فلله دره وعلی الله اجرہ حیث اتی بالدلائل القاھرة والبراھین الباھرة۔ ولا شك فی ان حسن الصورت وحسن الصوت من نعماء الله یھب لمن یشاء۔ وھو من معجزات بعض الانبیاء کمثل داؤد اذا کان یقرء الزبور بالتغنی وحسن الصوت یسبحن معه الجبال والطیور والوحوش کما جاء فی القرآن الکریم

قال الامام حجة الاسلام مثل المنکر للسماع المحروم عن ذوقه کمثل المخنث الذی لا یعلم لذة الجماع لفقدان قوة الرجولیة او کالاعمی لا یعلم کیفیة الخضراھات والماء الصافی لعدم البصارة او کالطفل لا یدرك قدر الحکومة والسلطنة لعدم قدرته علی ذلك والناس کلھم فی عدم ادراك درجات

ومشائخ عظام کی تنقیص شان کی جائے۔ جنہوں نے سماع کو غذائے روح سمجھ کر اپنا معمول بنایا ہے یزید کو چاہیے کہ توبہ کرے ورنہ وہ بسبب توہین عباد صالحین کے خود کافر ہو گیا ہے۔

کیا عمدہ اور اچھا جواب لکھا ہے عالم فاضل شیر اسلام امام المناظرین حضرت مولانا ابو الفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب دبیر رئیس بھین نے۔ آپ نے یہ ایک عجیب رسالہ نافع للمسلمین تصنیف فرما دیا ہے۔ اس کے حق میں یہ شعر صادق آسکتا ہے ؎

(یہ ایسی کتاب ہے کہ اگر اندھا بھی اسمیں غور و خوض کرے تو بینا ہو جائے)

میں نے کتاب کو اول سے آخر تک پڑھا اس کو سراسر حق و صواب پایا۔ خداوند تعالے حضرت مصنف کو اسکی جزائے خیر بخشے۔ عجیب دلائل قاطعہ اور براہین قاہرہ لکھی گئی ہیں۔ اسمیں کیا کلام ہے کہ خوبصورتی اور خوش آوازی نعمت الٰہی ہے جسے چاہے بخشدے۔ چنانچہ خوش آوازی حضرت داود علیہ السلام کا اعجاز تھا جب خوش الحانی اور راگ سے زبور پڑھتے۔ پہاڑ اور پرند چرند آپ سے تسبیح حق میں ہم نوا ہوتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

امام غزالی رح لکھتے ہیں کہ منکرین سماع جو اس ذوق سے محروم ہیں۔ انکی مثال مخنث کی ہے۔ جو بسبب عدم قوت رجولیت لذت جماع سے نا آشنا ہے یا اندھے کی ہے جو عدم البصارت کے باعث سبزہ و آب روان کی کیفیت سے نابلد ہے۔ یا لڑکے کی طرح جو حکومت و سلطنت کی شان سے ناواقف ہے اور سب لوگ صوفیائے کرام کے مراتب کے سمجھنے میں نابالغ بچے

تقریظ

از قاضی محمود الحسن صاحب ظفر متوطن چکوال ضلع جہلم متعلم مولوی فاضل کلاس اورئینٹل کالج لاہور

لکھی گئی کتاب یہ کیا لاجواب ہے
ہر ایک لفظ اس کا عجب و دتاب ہے

مضبوط ہیں دلائل و براہان ہیں قوی
فقہ و حدیث کا یہ فقط انتخاب ہے

جو دیکھتا ہے اسکو وہ کہتا ہے مرحبا
کیا مصنّف اس کا فضیلت مآب ہے

فاضل ہیں بینظیر مناظر ہیں بے بدل
گویا وہ علم و فضل کا اک آفتاب ہے

عالم میں اسکا شہرہ ہے دنیا میں دھوم ہی
مداح انکا ہو رہا ہر شیخ و شاب ہے

سنتے ہی نام ہوتے مخالف ہیں دم بخود
اعدائے دیں پہ انکا عجب رعب داب ہے

یہ کس کا حوصلہ ہے کہ ہو انسے ہم کلام
اور کر سکے مقابلہ یہ کس کی تاب ہے

سایہ سے انکے شیعہ وہابی ہیں بھاگتے
مرزائیوں کی دیکھ کے جاں در عذاب ہے

پیر ظہور نے تھا لکھا فتویٰ اک غلط
تحریر کا یہ اسکی مکمل جواب ہے

لکھا تھا اسمیں صوفی ہیں قائل سماع کے
الحاد ہے یہ کفر ہے اور ناصواب ہے

خواہ پیر ہو کہ شیخ ہو یا ہو امام خلق
ایسوں سے کرنا فرض تمہیں اجتناب ہے

یہ پیر جی کا حملہ بزرگان دین پر
جسنے سنا وہ کھانے لگا پیچ و تاب ہے

چھوٹے سے منہ سے بات بڑی ہی یہ ناروا
ان حرکتوں کا ہوتا نتیجہ خراب ہے

گستاخی ایسی کرنا گناہ عظیم ہے
کرنا ادب بزرگوں کا کار صواب ہے

تردید اسکی لکھی جو حضرت دبیر نے
ایسی شرارتوں کا ہوا سد باب ہے

لو منہ چھپائے پھرتے ہیں پیر ظہور اب
چاروں طرف سے ہو رہی زجر و عتاب ہے

اب ہو چکی نماز مصلّے اوٹھا ئیے
ملّا نمازیوں سے یہ کورا جواب ہے

پردہ ڈھکا ہوا تھا مشیخت مآب کا
اب حلمیت کا راز ہوا بے نقاب ہے

لازم ہے یہ کہ توبہ کریں صدق دل سے اب
حیلہ بہانہ کرنا نہ اچھا جناب ہے

یہ مشورہ ظفر کا ہے پیر ظہور کو
توبہ کرو وگرنہ تو حالت خراب ہے

اسمائے گرامی علماء و فضلاء مصدقین رسالہ ہذا

مولانا مولوی احمد الدین صاحب گانگوی	مولانا مولوی محمد حسین صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف
مولانا مولوی عزیز الدین صاحب سجادہ نشین چاچڑ شریف	مولانا مولوی سید غلام فرید شاہ سجادہ نشین سکو کے شریف
مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب	مولانا مولوی ظہور احمد صاحب بگوی بھیروی۔
مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب	مولانا مولوی محمد قمر الدین صاحب مندوالی۔
مولانا مولوی محمد قاری صاحب در بار گولڑہ شریف	مولانا مولوی حبیب اللہ صاحب تونسہ شریف
مولانا مولوی محمد احسن صاحب سیالوی	مولانا فضل کریم صاحب مولوی فاضل، پرنسپل دار العلوم قصور
مولانا مولوی محمد کامل صاحب مبلغ حزب اللہ	مولانا مولوی نور محمد صاحب مبلغ حزب اللہ جلالپور
مولانا مولوی الہ دین صاحب حکیم ملک وال	مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب خانقاہ کڑی شریف
مولانا پیر منیر شاہ صاحب مبلغ حزب اللہ جلالپور شریف	مولانا مولوی غوث محمد صاحب خوشابی امام التنظیم
مولانا مولوی مفتی عطا محمد صاحب کتوی	مولانا مولوی غلام احمد صاحب (آوان شریف)
مولانا مولوی محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ اشاعۃ العلوم چکوال	قاضی غلام ربانی صاحب (چکوال)
مولوی حافظ غلام حسین صاحب نائب مدرس اشاعۃ العلوم چکوال	مولوی محمد امین صاحب نائب مدرس اشاعۃ العلوم چکوال
مولوی مظفر حسین صاحب (مولوی فاضل) مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول چکوال	مولوی غلام احمد صاحب (مولوی فاضل) تکہ کہوٹ
مولوی غلام حسین صاحب کوٹلی گہالہ	مولوی محمد عابد صاحب۔ موڑہ کدلتھی
مولوی ثناء اللہ صاحب پنجائن	مولوی سید گلاب شاہ صاحب نقشبندی مجددی

اور بھی بہت سے علماء فضلاء کے نام باقی ہیں جو بوجہ عدم گنجائش یہاں درج نہیں ہو سکے۔

پیر ظہور صاحب کو دوستانہ مشورہ

پیر صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے چنانچہ انہوں نے جدید ایڈیشن میں ظہور ہدایت سے وہ غلط فتوی بالکل نکال دیا ہے بہتر ہے کہ ایک معذرت نامہ چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے مشائخ عظام و علماء کرام سے معافی مانگ لیں تاکہ یہ شورش رٹ جائے اور اگر اب بھی بضد رہیں تو پھر ضلع جہلم میں کوئی جگہ اور تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تاکہ بالمشافہ تبادلہ خیالات کر کے انکی تسلی کر دی جائے وما علینا الا البلاغ

(ابو الفضل مولوی محمد کرم الدین عفی عنہ)

نیا نادر دینی تحفہ
آفتاب ہدایت
بانادر دینی تحفہ
ردشیعہ میں ایک ایسی زبردست جامع اور لاجواب کتاب ہے جس نے شیعی دنیا میں تزلزل ڈالدیا ہے
اور بڑے بڑے مجتہدین علماء شیعہ اسکے جواب دینے سے عاجز ہوگئے ہیں۔ تمام معتبر اسلامی
جرائد و رسائل میں اسکی تعریف پرزور الفاظ میں شایع ہوچکی ہے۔ اور تسلیم کیا گیا ہے کہ اس موضوع
میں آجتک سلیس فصیح اردو میں ایسی جامع کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ہندوسندھ وپنجاب کے گوشہ
گوشہ سے اسکی مانگ ہورہی ہے۔ ہر ایک مناظر۔ عالم اور ائمہ مساجد کے پاس اسکا ہونا ضروری
ہے۔ جسکے پاس یہ حربہ ہونا ممکن ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مجتہد شیعہ بھی اوس سے مقابلہ
کرسکے۔ کتابت وطباعت دیدہ زیب۔ کاغذ اعلیٰ رنگین۔ ضخامت ۴۰۰ صفحہ قیمت ۔۔۔ ۱۲؍
السیف المسلول
ردشیعہ میں زبردست حربہ
اسمیں صرف آیات قرآن سے فضائل اصحاب ثلاثہ
کاثبوت دیاگیا ہے شیعہ کو اسکا جواب لکھنے کے لئے
چھ سال کی مہلت دیگئی تھی اب ۲ سال ہو
گئے ہیں کسی کو جواب لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔
اسمیں دو اور بھی مفید رسائل ہیں قیمت آٹھ آنہ۔
صداقت مذہب نعمانیہ
اس رسالہ میں مذہب حنفی کی حقانیت کے دلائل دیے
گئے ہیں اور اہلحدیث کے چند دلچسپ عقائد ومسائل کی
فہرست بھی دیگئی ہے قیمت دو آنے ۔۔۔ ۲؍
متنبی قادیان کا قانونی جھاڑو
گورداسپور کے فوجداری مقدمات
جنمیں مرزائے قادیان دو سال تک سرگردان رہا۔
آخر کار مسات سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ ان مقدمات
کی روئداد پڑھنے سے مرزاجی کی نبوت صداقت
کی ساری قلعی کھل جاتی ہے عدالت میں غش کھاکر
گرنا پیاس کے مارے لب بجان ہوجانا اور رہائی کا
نہ ملنا مقدمہ کی ہیبت سے مرزاجی کا بیماری سنگلی
میں گرفتار ہوجانا۔ مرزاجی کامو اسٹاف کے خلفی
بیانات میں درجنوں جھوٹ بولنا۔ کتاب قابل دید ہے
ایڈیشن ثانی زیر طبع قیمت ایک روپیہ ۔۔۔ عہ
ملنے کا پتہ
ابوالفضل مولوی محمد کرم الدین رئیس بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم
محمد فاضل کاتب